مطبوعات

Note of Dissent مرتبہ: ایم مسعود، آئی سی ایس قیمت ایک روپیہ آٹھ آنہ۔

شائع کردہ: انصاری پبلشنگ ہاؤس ۲۔ وکٹوریہ چیمبرز، وکٹوریہ روڈ۔ کراچی ۳

ایم مسعود ایک حرکت پسند نوجوان ہیں اور انہوں نے اپنی ملازمت کے دوران میں تقسیم ہند سے پہلے بھی اور تقسیم ہند کے بعد بھی اپنے طبعی میلانات کے تقاضوں کو پورا کرنے کے لیے پسے ہوئے عوام کے مسائل سے دلچسپی لی ہے۔ پاکستان بننے کے بعد ایم مسعود کو ضلع نوابشاہ (سندھ) میں ہاریوں کی مظلومی کا جائزہ لینے کا موقع ملا اور ایسے حالات پیدا ہوئے کہ پاکستان کے اس بدنصیب صوبے کے تاریک ترین گوشے موصوف کے قلم سے پبلک کے سامنے آ گئے۔

مسلم لیگ کے کارناموں میں اعجوبگی تو ہمیشہ ہوتی ہے۔ قائد اعظم مرحوم نے جب یہ محسوس کیا کہ کسانوں اور ہاریوں کے مسائل کا حل کرنا ان کی اور ان کی جماعت کی اہم ترین ذمہ داری ہے اور سندھ منسٹری کے لیے ہاریوں کی فلاح و بہبود کا ایک ہشت نکاتی پروگرام مرتب کیا تو اس پروگرام میں ایک ایسی کمیٹی کی تشکیل بھی ضروری قرار دی گئی تھی جو ہاریوں کے مسائل کا جائزہ لے۔ سندھ اسمبلی نے اس کمیٹی کے لیے مارچ ۱۹۴۷ء میں سر راجر تھامس کو جو سندھ کے ایک نمایاں زمیندار اور حکومت کے آنریری زراعتی مشیر تھے، صدر نامزد کیا اور مسٹر صدیقی ممبر پبلک سروس کمیشن اور مسٹر مسعود، آئی سی ایس، عام ارکان کی حیثیت سے لیے گئے۔ اکتوبر میں ایک چوتھے ممبر مسٹر کبار کا اضافہ کر دیا گیا جو ضلع لاڑکانہ کے ایک بڑے زمیندار اور حکومت کے اونچے عہدہ دار تھے۔ غور فرمائیے کہ زمینداران کرام اور عہدہ داران عظام کو ان لوگوں کی مظلومیوں کا جائزہ لینے پر مامور کیا گیا جو ان پر ظلم کرنے والے طبقے کے اہم عناصر تھے۔ اس کمیٹی کی اکثریت نے جس سے تنہا مسعود باہر رہے، تحقیق و جائزہ کے بعد ایک مایوس کن رپورٹ شائع کی۔ اس رپورٹ کے خلاف مسٹر مسعود نے ایک اختلافی نوٹ انگریزی زبان میں مرتب کیا جو اخبارات میں شائع ہونے کے بعد اب کتابی صورت میں ہمارے سامنے ہے۔

یہ نوٹ بڑے گہرے جذبات کے ساتھ لکھا گیا ہے اور ہاریوں کے متعلق بڑی کارآمد معلومات اور

اعداد و شمار فراہم کرتا ہے۔ جن لوگوں کے دل میں انسانیت کی فلاح کے لیے کام کرنے کا کچھ بھی جذبہ موجود ہو ان کو اس نوٹ کا مطالعہ لازماً کرنا چاہیے تاکہ وہ یہ اندازہ کر سکیں کہ معاشیات کے دائرے میں "اجتماعی چنگیزیت" کے کارنامے کیا کچھ ہو سکتے ہیں۔ واقعہ یہ ہے کہ ان حالات کو بہت سے حساس لوگ جب دیکھتے یا پڑھتے ہیں تو ان کا توازنِ جذبات اتنا درہم برہم ہو جاتا ہے کہ وہ اسلام کے اصولی و اخلاقی طریقِ اصلاح کو اختیار کرنے کے قابل ہی نہیں رہتے اور اپنا ہاتھ کمیونزم کے ہاتھ میں دے دیتے ہیں!

نوٹ کے چوتھے حصے میں مسٹر مسعود نے اپنے استدلال کی بنیادیں قرآن پر رکھنے کی جو کوشش کی ہے ہم بڑے ادب سے عرض کرنا چاہتے ہیں کہ وہ انتہائی بھونڈی اور مضحکہ خیز کوشش ہے۔ اس میں آیات کو ان کے موضوع اور محل سے بالکل منقطع کر کے اپنے مدعا کے سانچوں پر زبردستی ڈھال لیا گیا ہے۔ ہم مسٹر مسعود کے اس رویے پر حیران ہیں کہ انہوں نے ہاریوں کے بارے میں اپنے خیالات پیش کرنے سے قبل مشاہدہ و مطالعہ کو جتنی اہمیت دی ہے اس کا دسواں، بلکہ سواں حصہ بھی اسلام کی تفسیر کرنے میں علم و مطالعہ کو اہمیت نہیں دی! اُدھر تو بغیر علم کے بات کرنے میں ساکھ گرتی ہے لیکن ادھر اس قسم کا کوئی اندیشہ نہیں محسوس کیا جاتا۔ کاش کہ مسعود یہ محسوس کرتے کہ اسلام آج ہاریوں سے زیادہ مظلوم ہے اور ان کو کبھی اس پر بھی رحم فرمانا چاہیے! مسٹر مسعود نے بعض باتیں تو بالکل کمیونسٹوں کے سے جذباتی پن کے ساتھ کہی ہیں، مثلاً یہ کہ کوئی صاحبِ دولت کبھی نبی یا امام نہیں بنایا گیا! یہ دعویٰ کرنے کے بعد آپ داؤد علیہ السلام کے بارے میں کیا فرمائیں گے اور اس حقیقت کو کہاں مخفی کریں گے کہ اکثر انبیا کھاتے پیتے گھرانوں ہی میں سے اٹھے لیکن انہوں نے اپنی خوشحالیوں کو مقصد پر قربان کر دیا۔

صفحہ ۵ پر مندرج یہ سطریں مسٹر مسعود کی انصاف پسندی کی گواہی دیتی ہیں کہ: "میں اچھے زمینداروں کی بعض بہت ہی اعلیٰ اقسام کا وجود تسلیم کرتا ہوں جو کہ انسانیت کے پاکیزہ نمونے ہیں ــ لیکن وہ محض گنتی کے ہیں!"

اب رہ جاتا ہے یہ سوال کہ وہ اصل شے کیا ہے جو انسان کو انسانیت کا ایک اچھا نمونہ بنا سکتی ہے، اور اس کی ہمارے ہاں اتنی کمی ہے کہ لاکھوں میں محض گنتی کے "آدمی اچھے بن سکتے ہیں! دوسرا یہ سوال کہ وہ شے پیدا کیسے کی جائے اور اس کے لیے کس نوعیت کی اصلاحی و انقلابی تحریک چلائی جائے۔ اس کا جواب مسٹر مسعود کے نوٹ میں نہ ملے گا، بلکہ اسلام کے ہاں ملیگا ـــ اس اجنبی اسلام کے ہاں جو مولوی اور مسٹر دونوں کی سطح فکر سے بلند ہے۔